Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 4, Issue3
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

محمد احمد اعوان

پی۔ایچ۔ڈی اسکالر اُردو، یونیورسٹی آف سندھ

عبدالخالق

ایم۔فل اُردو، یونیورسٹی آف سندھ

آغا حشر کاشمیری کے ڈراموں کا ثقافتی مطالعہ

Muhammad Ahmed Awan
Ph. D Scholar Urdu, University of Sindh, Jamshoro
Abdul Khalique
M. Phil. Urdu, University of Sindh, Jamshoro

A Cultural Study of Aagha Hashar Kashmiri's Dramas

Culture is a collection of national traditions, lifestyles, ethics, literature, arts, dialects, languages, social systems and other factors that are common to the people of a particular region or nation. Culture is the identity of a country, region or nationality. Cultural elements bring any work of art closer to reality. Agha Hashar has also presented the civilization and culture of the sub-continent in his plays, from which his plays are known as the main part of Urdu literature, as if in this way he secured that era. At that time, the Mughal culture was in decline, but its effects on Indian civilization are significant. Agha Hashar's plays reflect the decadent Mughal civilization as well as Western civilization as he adapted English plays into Urdu language by giving them an Indian look. For this reason, there is a special kind of Ganga Jamni in his plays, which can be estimated by studying his plays. Through these plays, he not only preserved the culture and civilization of the subcontinent, but also used the words of different languages in his plays. It is as if these plays are a milestone in the interpretation and publication of Urdu dramatization, by reading them, one is aware of the historical, cultural, intellectual and linguistic consciousness of a certain era.

Keywords: Agha Hashar, sub-continent, civilization, Mughal culture

کلیدی الفاظ: تہذیب وثقافت، فنونِ لطیفہ، پکوان، لباس

ثقافت قومی روایات، طرزِ زندگی، اخلاقیات، ادب، فنون، بولیوں، زبانوں، معاشرتی نظام اور دیگر ایسے عوامل کا مجموعہ ہے جو کسی خاص خطے یا قوم کے لوگوں کا مشترکہ طریقہ ہوتا ہے۔ ثقافت کسی ملک، علاقے یا قومیت کی پہچان ہوتی ہے۔ یہ اصول، اقدار، رسم ورواج، خیالات اور وراثتی تہذیب کا آئینہ ہے۔ ثقافت کا علم شاعری، تاریخ، جغرافیہ، لسانیات، مذاہب اور اسی طرح کے متعلقہ شعبوں سے جڑا ہوتا ہے۔ ثقافت کے پھیلاو کے لیے فنونِ لطیفہ، ادب، پکوان، لباس، موسیقی، ملی نغمے اور پرچم اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

تہذیبی عناصر کسی بھی فن پارے کو حقیقت کے قریب لے آتے ہیں۔ آغا حشر نے بھی اپنے ڈراموں میں برِصغیر کے تہذیب و ثقافت کو پیش کیا ہے جن سے ان کے ڈرامے اردو ادب کا بنیادی جزو معلوم ہوتے ہیں گویا اس طرح اُس عہد کو محفوظ بنا لیا گیا ہے۔ اُس وقت مغلیہ ثقافت زوال پذیر تھی لیکن اس کے اثرات ہندوستانی تہذیب پہ نمایاں ہیں۔ ان کے ڈراموں کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ یہ ڈرامے مغربی ڈراموں سے اخذ کردہ ہیں۔ اس لیے یہ ڈرامے مشرقی اور مغربی ثقافت کا سنگم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آغا حشر نے ان ڈراموں میں دونوں تہذیب کے کھانوں کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن اس دور کے ہندوستانی پکوان اپنی مثال آپ ہیں۔

ڈاکٹر سلیم اختر کے مطابق واجد علی شاہ نے لکھنو میں کھانے کی سترہ، خاصے کے کھانوں کی پندرہ اور روٹی کی چودہ اقسام بیان کی ہیں جب کہ پلاؤ پچیس اقسام رقم طراز کی ہیں جو یہ ہیں: پلاؤ، چلاؤ، قورمہ پلاؤ، یخنی پلاؤ، حسینی پلاؤ، ستارہ پلاؤ، اناناس پلاؤ، مرصع پلاؤ، مادھو پلاؤ، موتی پلاؤ، کباب پلاؤ، گڑھل پلاؤ، بڑھل پلاؤ، کولا پلاؤ، زیر بریاں، متنجن، مزعفر، دم پخت، دست و پیچ، قبولی، نور محلی، تبولی، کھچڑی، گل زار اور خشک برنج۔(1)

آغا حشر خالص ہندوستانی کھانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مقامی پکوانوں کے ساتھ ساتھ غیر ملکی کھانوں کا تعارف بھی کراتے ہیں یہ ڈرامے انگریزی ڈراموں سے اخذ کردہ ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ اثرات مذکورہ ڈراموں میں نظر آتے ہیں۔ذیل میں ایسے ڈراموں کے اقتباسات دیے جا رہے ہیں جو کھانوں سے متعلق ہیں:

"قلیہ، متنجن، بریانی، پلاؤ، مٹن چاپ، پٹاٹو چاپ اور کٹلس کباب۔"(2)

"بادل خاں: خشکہ کھاؤ، خشکہ کھاؤ، خیالی میٹھا پلاؤ اُڑاؤ۔"(3)

مذکورہ جملوں میں مقامی کھانوں کے علاوہ انگریزی اشیا مٹن چاپ، پٹاٹو چاپ، کٹلس کباب وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔گیت کسی بھی ثقافت کا آئینہ ہوتے ہیں کیوں کہ اس میں کسی زباں کے الفاظ و محاورات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ہندوستانی گیت اپنی پیداوار آپ ہیں اس لیے زمین سے جڑے معلوم ہوتے ہیں۔آغا حشر کے ڈراموں میں شامل گیت بھی ہندوستانی تہذیب کے عکاس ہیں۔ان گیتوں میں مقامی زبانوں کے الفاظ اور مخصوص اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے۔اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ ان گیتوں کے ذریعے برِ صغیر کی معاشرت کو بخوبی اجاگر کیا گیا ہے۔مثلاً

"انبوا کی ڈاری تلے آؤری، جھولنا جھلاؤری

بھولے پیاسنگ دھر کے امنگ، جھولوں جھولاؤں

ریشم کی ڈوری بندھاؤری

انبوا کی ڈاری۔۔۔۔۔۔۔"(4)

پہناوے کسی بھی تہذیب کی بہترین عکاسی کرتے ہیں کیوں کہ دیکھنے والا پہلی نظر میں ہی پہچان جاتا ہے کہ یہ شخص کس تہذیب کا علم بردار ہے۔ لباس کی تفصیلات پیش کرتے ہوئے وہ اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ انگریزی پہناوٴں کو بھی پیش کیا جائے، چوں کہ یہ لباس ہندوستانی شوق سے زیب تن کرتے ہیں لہٰذا اس طرح آغا حشر ہندوستانیوں کی مغربی تہذیب سے لگاؤ کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔یہ گیت بھی ہندوستانی اور انگریزی رسم و رواج کا مرقع ہے:

دیکھو میرا رتبہ اعلیٰ، میں ہوں ایڈی کانگ۔ بڑی آن بان شان کیسا بناہاں؟

وہ عمامہ، ڈھیلا پاجامہ پھینکا، ڈاٹا بوٹ شوز واسکوٹ،

یہ کلنگ ہے، چڑھی اس کو بھنگ ہے، میری عقل دنگ ہے،

کوٹھی بنگلے میں رہوں، کلب ہوٹل میں پھروں۔

امن چمن میں کروں۔ ٹھاٹ باٹ دیکھو۔۔۔"(5)

ہندوستانی تہذیب کو بیان کرتے ہوئے وہ رقم طراز ہیں:

"غفور: کیا مجھے غفور سے غفورن بناتی ہو جو لہنگا گھگرا پہناتی ہو؟"(6)

آغا حشر ہندوستانی لباس کے ساتھ انگریزی لباس کو بھی پیش کرتے ہیں جس سے ہندوستانیوں کی مغربی تہذیب سے متاثر ہونے کا پتا چلتا ہے۔"ٹھنڈی آگ" میں بادل خاں کہتا ہے:

"۔۔۔اس لیے اب یورپین زبان سیکھ سکتا ہوں۔ سیکھنا کس کا بلکہ میں تو اب سیکھ چکا ہوں۔ جیسے قمیض، پتلون، اسٹاکنگ، نکٹائی، جاکٹ کالر، انگلش ٹوپی، فل بوٹ اور ان سب کے اوپر یہ خان بہادری کا بلا۔"(7)

مسلم ثقافت میں نکاح کو خصوصی حیثیت حاصل ہے اور حضور اکرم ﷺ نے اسے نصف ایمان قرار دیا ہے۔آغا حشر نے اپنے ڈرامے "ٹھنڈی آگ" میں برجیس (مرد) اور راحیل (عورت) کی شادی میں تاج پوشی کا منظر منفرد انداز میں پیش کیا ہے اور وہ مسلم تہذیب کی بھرپور ترجمانی کرنے میں کامیاب بھی رہے ہیں، اس حوالے سے ذیل کے اقتباس ملاحظہ ہو:

"قاضی صاحب تشریف لاتے ہیں۔اس کے بعد برجیس وراحیل دونوں شاہی لباس میں نظر افروز ہوتے ہیں۔ قاضی نکاح پڑھاتے ہیں اور اپنے مبارک ہاتھوں سے برجیس کے سر پر تاج شاہانہ رکھتے ہیں اور شہنواز کو وزیرِاعظم بناتے ہیں۔"(8)

مذکورہ ڈراموں میں شعبہ ہائے زندگی کے مختلف پیشوں جیسے درزی، گورکن (قبر کھودنے والا)، قصائی، حلوائی، نانبائی وغیرہم کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔ نتیجتاً معاشرے کے ان کرداروں کا ایک تعارف بھی ہمارے سامنے آجاتے ہے۔ذیل میں مذکورہ ڈراموں سے کچھ امثال پیش کی جارہی ہیں:

"ماشاءاللہ: ارے میرے یار! خیراتی، شیخ شبراتی، خدابخش قصائی، گھسیٹا حلوائی، سلارو نانبائی، پیرو بھٹیارا، کلو گھسیارا۔"

"کریم: اول حکیم، دوم درزی، سوم گورکن، چہارم محلے والے، سب کو بلالاؤں۔"(9)

ڈراماایک مشکل صنف ہے اس کا ابلاغ اسی وقت مکمل ہو سکتا ہے جب ڈرامانگار وسیع مطالعہ کا حامل بھی ہو۔ مطالعہ اور مشاہدہ دوایسی چیزیں ہیں جس کے ذریعے کوئی بھی تحریر دیرپا اور بھرپور وحدتِ تاثر کو جنم دیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آغا حشر نے اپنے ڈراموں آلاتِ حرب کو ماہر جنگجو کی طرح پیش کیا ہے، جو ان کے وسیع مطالعہ و مشاہدے کا غماز ہے۔ مثلاً

"توپیں، تیر اور بندوقیں، بھالے برچھی سب سامان۔"(10)

شعر وادب بھی ثقافت کا ایک اہم ستون ہے جو اپنے ساتھ سنگیت کو بھی پروان چلاتا ہے۔آغا حشر نے اپنے ڈراموں میں شاعری کے اعلیٰ نمونے پیش کیے ہیں جو ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

؎ نہ ذوق تماشا، نہ شوق جوانی
لیے جارہی ہے کدھر، نوجوانی

اس شعر میں تغزل کا ایک خاص انداز موجود ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ نوجوانی نہ جانے کس طرف لے جارہی ہے۔ نہ منزل کا تعین ہے اور نہ ہی نشاں ہے۔ زندگی بے مقصد ہے اور جوانی کی رو میں بہے جارہی ہے۔ ذوق وشوق بھی باقی نہیں رہاہے۔اس شعر میں شاعر نے صنعت تجاہلِ عارفانہ استعمال کی ہے۔ شاعر کو معلوم ہے کہ زندگی بے راہ روی کا شکار ہے لیکن شاعر جان بوجھ کر انجان بن رہاہے کہ نوجوانی کدھر جارہی ہے۔

؎ یاد میں تیری جہاں کو بھولتا جاتا ہوں میں
بھولنے والے کبھی تجھ کو بھی یاد آتا ہوں میں

تیری یاد میں تو میں نے دنیا کو بھلا رہاہوں لیکن محبوب کیا تو نے بھی مجھے یاد رکھا یا بھلادیا۔ میں نے تو اتنی بڑی قربانی دی کہ صرف تیرے خاطر سارے جہاں کو نظرانداز کردیا۔ کیا تو نے بھی اس محبت کا پاس رکھا ہے؟

ہوس خود کام، دل ناکام، باقی نام اس کا ہے
خدا کو دے کے دل اپنی خودی کو خاک کرڈالو(11)

جلادو پھونک دو اب آگ دو اور خاک کرڈالو
دل وارفتہ کو ہر گندگی سے پاک کرڈالو(12)

رسم ورواج کی ترویج واشاعت میں فنِ موسیقی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ برِصغیر کی تہذیب کو نمایاں کرنے میں گیت کا اہم کردار رہا ہے۔آغا حشر کو فنِ موسیقی اور موسیقی کے آلات سے خاص شغف تھا۔یہی وجہ ہے کہ انھوں نے مذکورہ ڈراموں میں ان چیزوں کو کمالِ فن سے پیش کیا ہے۔ذیل میں چند مثالیں دی جارہی ہیں:

"گاؤ بجاؤ سب مل آج، شاہ کے سر پر مبارک ہو تاج۔ بین رباب ستار پکھاوج سر سنگار ملے ساج دھیان مان سے گمک تان سے تین گرام سے۔"(13)

"نبو: اب آنکھ کھلی تو تیغ شاخہ ہاتھ میں لیے ہوئے پھرتے ہو کہ رات کدھر گئی۔"(14)

شاہی روایات ہندوستانی جیسے شراب، صراحیوں، شیش محل وغیرہم ہندوستانی سماج کا خاصہ رہا ہے۔آغا حشر کاشمیری نے مستند فن کار ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ان نکات کو بڑے مناسب انداز میں ڈراموں میں پیش کیا ہے۔ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

"(دونوں کا جانا اور بادشاہ کا ملکہ، سنجر وقیصر اور درباری امیروں کے ساتھ آنا۔ان کے بعد نادر وقزل کا نادر سے آنا)"(15)

"[امرائے سلطنت حاضر ہیں۔ حبشی تاتاری غلام کندھوں پر شراب کی زرنگار صراحیاں اور ہاتھی میں طلائی جام لیے ہوئے ہیں۔ شاہِ سمنگان تخت پر رونق افروز ہیں]"(16)

"پہلے میں شیش محل والے نواب چھٹن کے ہاں نوکر تھا۔" (17)

آغاحشر نے اپنے ڈراموں میں اکثر ہندو، مسلم اور برطانوی طرزِ معاشرت کا حسین امتزاج بھی پیش کیا ہے جس سے ان کی عمرانی حس کے مثبت ہونے کا بھی پتا چلتا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں لاحظہ ہوں:

"(نبو سے) جناب کی خدمت میں اس گھر کا ہیڈ باورچی المعروف شیخ زیٹک عرض کرتا ہے کہ آپ کرسٹیان ہیں تو گڈ مارننگ، ہندو ہیں تو رام رام اور مسلمان ہیں تو وعلیکم السلام بجالاتا ہے اور یہاں آنے کا سبب پوچھنا چاہتا ہے۔" (18)

آغاحشر کے ڈراموں میں ہندوستانی تہذیب و تمدن کو بھی بڑے دل نشین انداز میں پیش کیا ہے۔ مثلاً

"زیٹک: کیونکہ آپ کی مٹھیاں بھروں، بی بی کی چلمیں بھروں، گھڑوں میں پانی بھروں، مشکوں میں اناج بھروں، بائیسکل میں ہوا بھروں، غصے۔۔۔۔ ہنکارا بھی بھروں۔" (19)

"خیر سلا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ پرانی جنتری اور پرانی جوتی ہر سال بدل دیتے ہیں۔" (20)

مذکورہ ڈرامے ایک خاص دور کی عکاسی کرتے ہیں۔ درج بالا مثالوں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ متعلقہ دور میں مستعمل وہ اشیا جن کا تعلق تہذیب سے ہے انھیں آغاحشر نے کمال خوبی سے بیان کیا ہے۔ آغاحشر کے ڈراموں میں زوال پذیر مغلیہ تہذیب کے ساتھ ساتھ مغربی تہذیب کی بھی جھلک نظر آتی ہے کیوں کہ انھوں نے انگریزی ڈراموں کو ہندوستانی روپ دے کر اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ اسی وجہ سے ان کے ڈراموں میں ایک خاص قسم کی گنگا جمنی ہے جس کا اندازہ ان کے ڈراموں کا مطالعہ کر کے ہوتا ہے۔ ان ڈراموں کے ذریعے نہ صرف برِ صغیر کی تہذیب و تمدن کو محفوظ کیا بلکہ مختلف زبانوں کے لفظوں کو اپنے ڈراموں میں استعمال کرتے ہوئے اُردو ڈرامے کو جدت عطا کی۔ گویا یہ ڈرامے اردو ڈرامانگاری کی تشریح و اشاعت میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں جنھیں پڑھ کر ایک مخصوص دور کے تاریخی، تہذیبی، فکری اور لسانی شعور سے آگاہی ہوتی ہے۔

حوالہ جات

(1) ڈاکٹر سلیم اختر، " اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ"، ۲۰۱۵ء، ص،۱۸۷۔

(2)عشرت رحمانی، مرتبہ، ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد سوم، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص، ۲۲۔

(3)'آغا حشر کے ڈرامے''، جلد اوّل، ص، ۳۳۳۔

(4)ایضاً، ص، ۸۷۔

(5) ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد سوم، ص، ۲۱۔

(6) ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد دوم، ص، ۵۸۔

(7) ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد اوّل، ص، ۲۲۸۔

(8) ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد اوّل، ص، ۳۲۵۔

(9)''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد دوم، ص، ۱۸۹۔

(10)ایضاً، ص، ۲۶۷۔

(11)''تجلیاتِ حشر''، ۲۸۵۔

(12) ایضاً۔

(13)''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد دوم، ص، ۲۹۲۔

(14)ایضاً، ص، ۳۹۶۔

(15) ایضاً، ص، ۱۶۳۔

(16) عشرت رحمانی، مرتبہ، ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد پنجم، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص، ۲۶۲۔

(17) ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد دوم، ص، ۳۳۷۔

(18) ایضاً، ص، ۳۶۷۔

(19) ایضاً، ص، ۳۶۸۔

(20) ''آغا حشر کے ڈرامے''، جلد سوم، ص، ۲۳۔